عظمت قرآن

ٹیلیگرام چینل دار المصنفین

وعظ محمد فاروق غفرلہ
خادم جامعہ محمودیہ علی پور ہاپوڑ روڈ میرٹھ (یوپی)

http://t.me/darulmusannifeen

ناشر
مکتبہ محمودیہ
جامعہ محمودیہ علی پور ہاپوڑ روڈ میرٹھ (یوپی) ۲۴۵۲۰۶

کسی بھی طرح کی چھپائی، ڈیزائننگ اور پرنٹنگ کے لئے رابطہ کریں
مجیب الرحمٰن قاسمی (مسکان پریس، سبھاش نگر، میرٹھ) 7895786325

عظمت قرآن

وعظ

محمد فاروق غفرلہ
خادم جامعہ محمودیہ علی پور ہاپوڑ روڈ میرٹھ (یوپی)

دار المصنفین
http://t.me/darulmusannifeen

-: ناشر :-
مکتبہ محمودیہ
جامعہ محمودیہ علی پور ہاپوڑ روڈ میرٹھ (یوپی) ۲۴۵۲۰۶

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

تفصیلات

نام کتاب:..............................عظمت قرآن

وعظ :..............................محمد فاروق غفرلہٗ

تعداد:..............................۵۰۰۰

کمپوزنگ:..............................مجیب الرحمٰن قاسمی لکھیم پوری

سن اشاعت:..............................۱۴۳۳ھ مطابق ۲۰۱۲ء

صفحات:..............................۴۶

قیمت:............

-:ناشر:-

مکتبہ محمودیہ

جامعہ محمودیہ علی پور ہاپوڑ روڈ میرٹھ (یوپی) ۲۴۵۲۰۶

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

فہرست

☆......عظمت قرآن -- ۵
☆......تفسیر کی ضرورت واہمیت ------------------------------------ ۶
☆......قرآن پاک کا تعارف --۶
☆......حضرت جبرئیل علیہ السلام -----------------------------------۹
☆......آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت جبرئیلؑ کو دیکھنا ---------------۱۲
☆......آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی چودہ سالہ زندگی -----------------۱۴
☆......خلوت گزینی --۱۵
☆......وحی کی ابتداء ---۱۶
☆......انبیاء علیہم السلام کے ساتھ معاملہ -----------------------------۱۷
☆......وحی کا انقطاع --۱۸
☆......کیفیت وحی --۱۹
☆......ایک صحابی کا تاثر ---۲۰
☆......عظمت قرآن -- ۲۰
☆......انسان کے تحمل کی وجہ -------------------------------------- ۲۱
☆......حفاظت قرآن -- ۲۲
☆......جنات وشیاطین کے دخول پر پابندی -------------------------- ۲۲
☆......جناتی اور شیطانی باتوں سے لوگوں کا گمراہ ہونا ------------------ ۲۳
☆......جنات کا اجتماع -- ۲۳

☆......حفاظت قرآن کا غیبی انتظام ---------- ۲۵
☆......انگریز کی ناپاک سازش ---------- ۲۵
☆......حفاظت کا غیبی انتظام ---------- ۲۶
☆......قرآن تھوڑا تھوڑا نازل ہونے کی حکمت ---------- ۲۶
☆......نزول قرآن کے وقت مشقت ---------- ۲۷
☆......نزول قرآن کی حکمت ---------- ۲۷
☆......نسخۂ شفاء ---------- ۲۸
☆......بندوق کی مثال ---------- ۲۹
☆......قوموں کا عروج وزوال ---------- ۳۰
☆......قرآن پاک سے اعراض ---------- ۳۱
☆......سب سے افضل انسان ---------- ۳۲
☆......تلاوت قرآن کی فضیلت ---------- ۳۳
☆......قرآن سے خالی سینہ ---------- ۳۳
☆......قل هو الله احد اور بعض سورتوں کی فضیلت ---------- ۳۴
☆......تلاوت قرآن کی مثال ---------- ۳۵
☆......قرآن شریف قیامت میں جھگڑے گا ---------- ۳۶
☆......کرامت کا تاج ---------- ۳۷
☆......ہر حرف پر دس نیکی ---------- ۳۸
☆......حافظ کے والدین کو تاج پہنایا جائے گا ---------- ۳۹
☆......حافظ کو تاج پہنایا جائے گا ---------- ۳۹
☆......قرآن پاک کو ناظرہ اور حفظ کرنے کی فضیلت ---------- ۴۰
☆......قرآن پڑھنے والے کا اعزاز قیامت میں ---------- ۴۰

☆......قرآن پاک کی شفاعت مقبول ہے ---------------------------- ۴۱
☆......قرآن شریف سے بڑھ کر کسی کی سفارش نہیں --------------------- ۴۲
☆......قرآن شریف کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کا قرب ------------------------ ۴۲
☆......امام احمد ابن حنبلؒ کا خواب --------------------------------- ۴۳
☆......اہل القرآن اہل اللہ ہیں ----------------------------------- ۴۳
☆......قرآن شریف کا حسین وجمیل صورت میں آنا ---------------------- ۴۴

تمت وبالفضل عمت

عظمت قرآن

یہ ایک وعظ ہے جو قرآن پاک کی تفسیر شروع کرنے کے موقع پر کیا گیا جس میں قرآن پاک کی عظمت اور تفسیر قرآن پاک کی ضرورت واہمیت کو بیان کیا گیا ہے۔ بعض احادیث مبارکہ کا اضافہ بعد میں کیا گیا ہے۔

تفسیر کی ضرورت واہمیت

الحمدلله نحمده ونستعينه ونستغره ونومن به ونتوكل عليه
ونعوذ بالله من شرور انفسنا ومن سيات اعمالنا من يهده الله فلا مضل
له ومن يضلله فلا هادى له ونشهد ان لا اله الا الله وحده لاشريك له
ونشهد ان سيدنا ومولانا وحبيبنا محمدا عبده ورسوله. اما بعد
فاعوذ بالله من الشيطن الرجيم بسم الله الرحمن الرحيم
اِنَّـهُ لَـقَوۡلُ رَسُوۡلٍ كَرِيۡمٍ ذِیۡ قُوَّۃٍ عِنۡدَ ذِیۡ الۡعَرۡشِ مَكِيۡنٍ مُّطَاعٍ
ثَمَّ اَمِيۡنٌ. (سوره التكوير: ۱۹/۲۰)

معزز سامعین کرام قرآن پاک کی عظمت کیلئے یہی کافی ہے کہ قرآن پاک اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں خود قرآن پاک کا تعارف کرایا ہے۔

قرآن پاک کا تعارف

اِنَّهُ لَقُرۡآنٌ كَرِيۡمٌ فِیۡ كِتَابٍ مَّكۡنُوۡنٌ لَا يَمُسَّه‘ اِلَّا الۡمُطَهَّرُوۡنَ.

ترجمہ: یقیناً یہ بڑا باوقار قرآن ہے جو ایک محفوظ کتاب میں (پہلے سے) درج ہے اس کو وہی لوگ چھوتے ہیں جو خوب پاک ہیں۔

قرآن پاک کوکس نے اتاراکس نے نازل کیااس کوبھی بیان فرمایا۔

تَنۡزِیۡلٌ مِنۡ رَّبِّ العَالَمِیۡن.

ترجمہ: یہ تمام جہانوں کے پروردگار کی طرف سے تھوڑا تھوڑا کر کے اتارا جارہا ہے۔

قرآن پاک کونازل کرنے کے ساتھ ساتھ اس کی حفاظت کے بارے میں بھی ارشادفرمایا۔

اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَاِنَّا لَهُ لَحَافِظُوۡنَ.

ترجمہ: اورحقیقت ہے کہ یہ ذکر (قرآن) ہم نے ہی اتاراہےاورہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔

قرآن پاک کس مہینہ میں اتارااس کوبھی اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے۔

شَهۡرُ رَمَضَانَ الَّذِیۡ اُنۡزِلَ فِیۡهِ الۡقُرۡآنُ هُدًی لِّلنَّاسِ وَبَیِّنَاتٍ مِّنَ الۡهُدیٰ وَالۡفُرۡقَانِ.

ترجمہ: رمضان کامہینہ وہ ہےجس میں قرآن نازل کیا گیا جوسراپا ہدایت اورایسی روشن نشانیوں کا حامل ہے جوصحیح راستہ دکھاتی اورحق وباطل کے درمیان دوٹوک فیصلہ کردیتی ہے۔

کس رات میں اتارااس کوبھی بیان فرمایا۔

اِنَّا اَنۡزَلۡنٰهُ فِیۡ لَیۡلَةِ الۡقَدَرِ وَمَا اَدۡرَاکَ مَالَیۡلَةُ الۡقَدۡرِ لَیۡلَةُ الۡقَدۡرِ خَیۡرٌ مِنۡ اَلۡفِ شَهۡرٍ.

ترجمہ: بےشک ہم نے اس (قرآن) کوشب قدر میں نازل کیا ہے اورتمہیں کیامعلوم شب قدرکیاچیز ہے،شب قدرایک ہزارمہینوں سے بھی بہتر ہے۔

اِنَّا اَنۡزَلۡنَاهُ فِیۡ لَیۡلَةٍ مُّبَارَکَةٍ.

ترجمہ: ہم نے اسے ایک مبارک رات میں اتارا ہے۔

خود قرآن پاک کے مضامین کے بارے میں ارشاد فرمایا۔

وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْآنَ مَاهُوَ شِفَاءٌ وَرَحْمَةٌ لِلْمُؤْمِنِيْنَ.

ترجمہ: اور ہم وہ قرآن نازل کر رہے ہیں جو مؤمنوں کیلئے شفا اور رحمت کا سامان ہے۔

قرآن پاک کی عظمت کو بیان فرمایا۔

وَلَقَدْ آتَيْنَاكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِيْ وَالْقُرْآنَ الْعَظِيْمِ.

ترجمہ: اور ہم نے تمہیں سات ایسی آیتیں دے رکھی ہیں جو بار بار پڑھی جاتی ہیں اور عظمت والا قرآن عطا کیا ہے۔

لاتَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلىٰ مَا مَتَّعْنَا بِهٖ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ.

ترجمہ: اور تم ان چیزوں کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھو جو ہم نے ان (کافروں) میں سے مختلف لوگوں کو مزے اڑانے کے لئے دے رکھی ہے۔

ایک جگہ ارشاد فرمایا۔

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيٰنًا لِّكُلِ شَئٍ وَّهُدى وَرَحْمَةً وَبُشْرىٰ لِلْمُسْلِمِيْنَ.

ترجمہ: اور ہم نے تم پر یہ کتاب اتاری ہے تا کہ وہ ہر بات کھول کھول کر بیان کردے اور مسلمانوں کے لئے ہدایت، رحمت اور خوش خبری کا سامان ہو۔

اس طرح یہ قرآن پاک کس عظیم الشان عظیم المرتبت فرشتے کے ذریعہ نازل کیا گیا اور کس عظیم المرتبت اور عظیم الشان ذات عالی پیغمبر پر نازل کیا گیا، اللہ تعالیٰ نے اس کو بھی تفصیل سے بیان فرمایا ہے۔

ارشاد باری ہے۔

اِنَّـهُ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ ذِیْ قُوَّةٍ عِـنْـدَ ذِی الْعَرْشِ مَكِيْنٍ مُّطَاعٍ ثَمَّ اَمِيْـنٍ وَمَـا صَـاحِبُـكُمْ بِمَجْنُوْنٍ وَّلَقَدْ رَاٰهُ بِالْاُفُقِ الْمُبِيْنِ وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِـضَـنِيْـنَ وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَيْطَانٍ رَّجِيْمٍ فَاَيْنَ تَذْهَبُوْنَ اِنْ هُوَ اِلَّاذِكْرٌ لِّلْعَالَمِيْنَ لِمَنْ شَاءَ مِنْكُمْ اَنْ يَّسْتَقِيْمَ وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّا اَنْ يَّشَاءَ اللهُ رَبُّ الْعَالَمِيْنَ.

یہ (قرآن) یقینی طور پر ایک معزز فرشتے کا لایا ہوا کلام ہے جو قوت والا ہے، جس کا عرش والے کے پاس بڑا مرتبہ ہے وہاں اس کی بات مانی جاتی ہے وہ امانت دار ہے اور (اے مکہ والو) تمہارے ساتھ رہنے والے یہ صاحب (یعنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کوئی دیوانے نہیں ہیں، اور یہ بالکل سچی بات ہے کہ انہوں نے اس فرشتے کو کھلے ہوئے افق پر دیکھا ہے اور وہ غیب کی باتوں کے بارے میں بخیل بھی نہیں ہیں۔ اور نہ یہ (قرآن) کسی مردود شیطان کی بنائی ہوئی کوئی بات ہے۔ پھر بھی تم لوگ کدھر چلے جا رہے ہو یہ تو دنیا جہاں کے لوگوں کیلئے ایک نصیحت ہے۔ تم میں سے ہر اس شخص کیلئے جو سیدھا سیدھا رہنا چاہے۔ اور تم چاہو گے نہیں الا یہ کہ خود اللہ چاہے جو سارے جہانوں کا پروردگار ہے۔

حضرت جبرئیل علیہ السلام

"اِنَّهُ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ" اس آیت پاک میں قرآن پاک کے تعارف کے متعلق ہی اللہ تعالیٰ ارشاد فرما رہے ہیں یہ قرآن پاک ایک معزز فرشتے کا لایا ہوا کلام ہے یعنی اس کو لانے والا فرشتہ جو اللہ تعالیٰ کے اور حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان میں قاصد اور واسطہ ہے، وہ انتہائی معزز اور بہت زیادہ قابل تعظیم فرشتہ ہے، جس کو اللہ تعالیٰ مکرم فرما رہے ہیں کہ وہ بہت زیادہ قابل تعظیم اور بہت زیادہ قابل اکرام ہے، ظاہر ہے کہ اس فرشتہ کا کیا مقام ہوگا اور وہ رسول کریم معزز فرشتہ قابل

تعظیم ہونے کے ساتھ ساتھ "ذی قوۃ" بہت بڑی قوت والا فرشتہ ہے (حضرت جبرئیل علیہ السلام) اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ وہ بہت بڑا کریم اور بہت زیادہ شریف اور باعزت ہے، تو اس کی شرافت سے کوئی غلط فائدہ اٹھا کر کوئی جن یا شیطان درمیان میں دخل اندازی کردے ایسا ہرگز نہیں اسلئے کہ "ذی قوۃ" قابل تعظیم وتکریم ہونے کے ساتھ بہت بڑی قوت والا فرشتہ ہے جس کی وجہ سے کسی کو دخل اندازی کرنے کا کوئی موقع نہیں" **وقد اخرج البخاری، عن ابن مسعود فی قوله تعالیٰ (لَقَدْ رَاٰی مِنْ آیٰتِ رَبِّهِ الْکُبْرٰی) رأی جبرئیل له ستمائة جناح، والترمذی من مسروق عن عائشة ان رسول الله صلی الله علیه وسلم لم یر جبرئیل فی صورته الا مَرَّتین عند سدرة المنتهی ومرة فی جیاد له ستمائة جناح قد سد الافق.** (روح المعانی: ۱۲/۲۴۱، بخاری: ۱/۴۵۸)

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ آیت مبارکہ "**لقد رأی من آیات ربه الکبری**" (سچ تو یہ ہے کہ انہوں نے اپنے پروردگار کی بڑی بڑی نشانیوں میں سے بہت کچھ دیکھا) کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں کہ اس سے مراد یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو دیکھا ہے کہ ان کے چھ سو بازو ہیں اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو ان کی اپنی اصلی صورت میں صرف دو مرتبہ دیکھا ہے ایک مرتبہ سدرۃ المنتہیٰ پر اور ایک مرتبہ جیاد میں کہ ان کے چھ سو بازو ہیں اور انہوں نے پورے افق کو بھر رکھا ہے۔

حضرت جبرئیل علیہ السلام کے بارے میں حدیث میں آیا ہے کہ ان کے چھ سو بازو ہیں اور ایک بازو کے اندر اتنی قوت ہے کہ اگر زمینوں کے نیچے اس کو رکھ کر ذرا سی حرکت دیں تو زمینوں کو اٹھا کر پٹخ دیں، چنانچہ قوم لوط قوم عاد قوم ثمود وغیرہ کو جو

ہلاک کیا گیا حضرت جبرئیل علیہ السلام کو حکم دیا گیا اور انہوں نے اپنا پر زمین پر مارا اور ان زمینوں کو اٹھایا اور آسمان کے قریب لے گئے یہاں تک کہ آسمان والے زمین والوں کی آوازیں سننے لگے اور پھر ان کو الٹا کر کے پٹخ دیا جس سے وہ سب ہلاک ہو گئے۔ (روح المعانی:۱۰۴/۱۶، حاشیۃ الصاوی:۲۸۰/۴)

اتنی بڑی قوت والا فرشتہ ہے حضرت جبرئیل علیہ الصلوۃ والسلام اس لئے کسی کو دخل اندازی کرنے کا کوئی موقع نہیں ہے کہ کوئی جن یا شیطان اس میں دخل اندازی کر سکے۔

پھر اس کا مقام کتنا اونچا ہے، آگے اس کو بیان فرمایا ہے۔

''عِنْدَ ذِی الْعَرْشِ مَکِیْنٍ'' عرش والے کے پاس اس کا ٹھکانہ ہے یعنی اللہ تعالیٰ کے قریب ان کا ٹھکانہ ہے اتنا اونچا مقام ہے اور اس مقام کے ساتھ ساتھ وہ 'مطاع' ہے مطاع کہتے ہیں جس کی فرمانبرداری کی جائے، فرشتے ان کی اطاعت اور فرمانبرداری کرتے ہیں اور اطاعت کی جاتی ہے سردار کی، مطلب یہ ہوا کہ وہ تمام فرشتوں کے سردار ہیں افضل الملائکہ ہیں تمام ملائکہ میں افضل ہیں۔

اور جب وہ تمام فرشتوں کے سرادر ہیں تو اس پر یہ شبہ ہو سکتا ہے کہ وہ اپنی طرف سے قرآن کریم میں کوئی کمی زیادتی کر سکتے ہیں انھیں کون ٹوکنے والا ہے۔

ارشاد فرمایا:

ثم امین: پھر وہ امین بھی ہیں امانت دار بھی ہیں۔

امین ہونے کی وجہ سے وہ اپنی طرف سے تصرف نہیں کر سکتے جو امین ہوتا ہے وہ اپنی طرف سے کمی یا زیادتی نہیں کر سکتا اگر اپنی طرف سے کمی یا زیادتی کر دی تو پھر وہ امین کہاں ہوگا اس لئے حضرت جبرئیل علیہ السلام اپنی طرف سے کمی یا زیادتی نہیں کر سکتے۔

بہرحال وہ تو امین ہیں، لیکن جب وہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے کر آئے اور حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پورا پورا قرآن پاک پہونچا دیا ہوسکتا ہے کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو محفوظ نہ کیا ہو کچھ رہ گیا ہواس شبہ کے ازالہ کیلئے فرمایا:

وَمَا صَاحِبُكُمْ بِمَجْنُوْنٍ: اور تمہارے جو صاحب ہیں حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم وہ مجنون نہیں ہیں کہ اس کو محفوظ نہ کرسکیں اور یاد نہ کرسکیں اور اس کے اندر کوئی کمی واقع ہوجائے، اس کا کوئی امکان ہی نہیں۔

پس حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی صادق اور امین۔

اور حضرت جبرئیل علیہ السلام بھی امین۔

اور بھیجنے والا بھی امین، اور امین ہونے کے ساتھ ساتھ رب العالمین۔

لہٰذا دخل اندازی کی بھی کوئی شکل نہیں یاد نہ رہنے اور محفوظ نہ رہنے کی بھی کوئی وجہ نہیں۔

آنحضرت ﷺ کا حضرت جبرئیل علیہ السلام کو دیکھنا

لیکن سوال ہوتا ہے کہ کیا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو دیکھا ہے کہ ان کو وہ پہچان لیں کہ یہ حضرت جبرئیل علیہ السلام ہیں ایسا تو نہیں کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام کے نام پر کوئی اور جن وغیرہ درمیان میں آجائے اور وہ وحی کے نام پر کوئی چیز پہنچادے اور حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس کو وحی سمجھ لیں اس شبہ کو دور کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں۔

وَلَقَدْ رَاٰهُ بِالْاُفُقِ الْمُبِيْنِ: انہوں نے دیکھا بھی ہے اصلی صورت میں بھی جبرئیل علیہ السلام کو افق مبین پر دیکھا آسمانوں پر دیکھا کہ پورے آسمان کے

کناروں کوانہوں نے گھیر رکھا ہے۔

حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جب پہلے وحی کا سلسلہ شروع ہوا، درمیان میں کچھ سلسلہ منقطع ہوگیا تو ایک مرتبہ میں چلا جارہا تھا مجھے آواز آئی میں نے دائیں طرف دیکھا بائیں طرف دیکھا آگے دیکھا پیچھے دیکھا کچھ بھی نظر نہیں آیا اوپر دیکھا تو وہی فرشتہ جو غار حرا میں میرے پاس آیا تھا حضرت جبرئیل علیہ الصلوۃ والسلام دیکھا کہ زمین اور آسمان کے درمیان ایک کرسی پر بیٹھا ہے اپنی اصلی صورت میں اوراس نے پورے آسمان کے کناروں کوگھیر رکھا ہے۔

معلوم ہوا کہ ان کو دیکھا بھی ہے۔

پس یہ شبہ بھی ختم ہوگیا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام کے نام سے کوئی اور جن وغیرہ آجاتا ہواور روحی کے نام پرکوئی اور چیز پہونچادیتا ہو۔

البتہ یہ شبہ باقی رہ جاتا ہے کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وحی میں سے کوئی چیز امت کو نہ پہونچائی ہواور قرآن کریم میں سے پہونچانے سے کوئی چیز رہ گئی ہواس شبہ کودور کرنے کیلئے ارشادفرمایا:

وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ: حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کوئی بخیل نہیں ہیں کہ آپ کے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی حکم آئے اور آپ اس کو چھپالیویں کسی آدمی نے کوئی چیز کسی کوتقسیم کرنے لئے دی اور وہ اس کو چھپالیوے یہ تو بخیل کا کام ہے۔

جب معلوم ہوگیا کہ وحی بھیجنے والا خودحق تعالیٰ شانہ ہے جو رب العالمین ہےاور لانے والے حضرت جبرئیل علیہ السلام ہیں جواتنی بڑی قوت کے مالک ہیں اور امین بھی ہیں اور تمہارے صاحب یعنی حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی صادق اور امین ہیں، کوئی دیوانے یا مجنوں نہیں ہیں اور بخیل بھی نہیں ہیں، تو معلوم ہوگیا کہ یہ

قرآن اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور جس طرح نازل ہوا تھا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اسی طرح جوں کا توں امت کے حوالہ فرما دیا اور وہ آج بھی اسی طرح جوں کا توں بالکل محفوظ ہے۔

اور 'وَمَاهُوَ بِقَوْلِ شَيْطَانِ الرَّجِيْمِ' یہ کسی شیطان مردود کا کلام نہیں ہے، شیطان مردود کو کسی قسم کی دسیسہ کاری کی، کسی قسم کی کوئی گنجائش بھی نہیں۔

آگے ارشاد خداوندی ہے۔

''فَاَيْنَ تَذْهَبُوْنَ'' کہاں جا رہے ہو یہ معلوم ہونے کے بعد کہ یہ کلام ربانی ہے اس میں کوئی شک وشبہ نہیں پھر اس کو چھوڑ کر اس کی طرف کیوں متوجہ نہیں ہوتے اس سے کیوں نصیحت حاصل نہیں کرتے۔

''اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعَالَمِيْنَ'' یہ تو دنیا جہان والوں کے لئے ایک نصیحت ہے اللہ تعالیٰ نے نصیحت کے طور پر اس کو اتارا ہے۔

لیکن ''لِمَنْ شَاءَ مِنْكُمْ اَنْ يَسْتَقِيْمَ' جو سیدھے راستے پر چلنا چاہے اسی کیلئے یہ ہدایت ہے اسی کے لئے یہ نصیحت ہے جو شخص سیدھے راستہ پر چلنا ہی نہ چاہتا ہو اس کو اس سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔

''وَمَاتَشَاءَ وْنَ اِلَّا اَنْ يَشَاءُ اللّٰهُ رَبُّ الْعَالَمِيْنَ'' مگر بات یہ ہے کہ تم نہیں چاہ سکتے مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ ہی چاہے جو رب العالمین ہے اللہ جس کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اپنے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔

ان آیات مبارکہ میں قرآن پاک کا تعارف کرایا گیا کہ قرآن پاک کیا ہے کس کا کلام ہے کون لے کر آیا، کس طرح آیا کس پر نازل ہوا خود حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی تعارف کرایا گیا۔

آنحضرت ﷺ کی چالیس سالہ زندگی

حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عرب کی سرزمین مکہ مکرمہ کے رہنے والے وہاں آپ کی پیدائش ہوئی، عرب کا جغرافیہ جاننے والے جانتے ہیں کہ وہاں اس وقت کسی قسم کا کوئی تمدن نہیں تھا اور کسی قسم کی کوئی ترقی کی چیزیں وہاں نہیں تھیں عرب کے اندر کوئی دینی تعلیم گاہ نہیں تھی کوئی یونیورسٹی نہیں تھی ایسا پسماندہ علاقہ کہ کوئی وہاں حکومت بھی نہیں کرسکتا تھا، کسی کا قانون بھی وہاں نہیں چلتا تھا ایسی جگہ میں حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش ہوئی اور چالیس برس کا زمانہ لوگوں کے سامنے آپ کا گذرا، اس پوری مدت میں کسی استاذ کے سامنے پڑھنے کے لئے نہیں گئے کہیں باہر ملک کا سفر پڑھنے کے لئے نہیں کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم پوری زندگی وہیں رہے، ابتداء جوانی میں چند دن کا سفر ملک شام کا اپنے چچا کے ساتھ کیا اور فوراً واپس آ گئے، اسی طرح حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے غلام کے ساتھ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا سامان تجارت لے کر چند دن کا سفر فرمایا، وہ تو الگ ہے، لیکن آپ علم حاصل کرنے کیلئے کہیں گئے ہوں ایسا نہیں ابتدائی چالیس برس کا زمانہ لوگوں کے سامنے مکہ مکرمہ میں گذرا کہیں ایک دن کے لئے بھی آپ پڑھنے کے لئے نہیں گئے اور یہ پورا زمانہ اس طرح گذرا کہ اس پوری مدت میں آپ نے کبھی جھوٹ نہیں بولا، کبھی کوئی خیانت نہیں کی، کبھی کوئی ایسی حرکت نہیں کی کہ انسانیت یا شرافت سے گری ہوئی معلوم ہو اسی لئے عرب کے لوگ آپ کو صادق اور امین کہتے تھے لوگ اپنے فیصلے آ کر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کراتے تھے، اپنی امانتیں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رکھتے تھے۔

خلوت گزینی

اخیر میں تنہائی اور خلوت گزینی کا شوق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر غالب ہوا، وہیں مکہ مکرمہ میں آبادی سے باہر ڈھائی تین میل کے فاصلے پر ایک غار جس کو غار حرا کہتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم عبادت کرنے کے لئے سب لوگوں سے کٹ کر وہاں چلے جاتے، کئی کئی دن وہاں رہتے کچھ ناشتے وغیرہ کھانے کا سامان اپنے ہمراہ لے جاتے جب توشہ ختم ہوجاتا گھر آکر پھر توشہ لے کر چلے جاتے یا ام المومنین حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا پہونچادیتیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم برابر یاد خداوندی میں مشغول رہتے اور بعض دفعہ ایک ایک مہینہ گھر نہیں جاتے تھے۔

وحی کی ابتداء

ایک عرصہ اسی طرح گذرا ایک عرصہ گذرنے کے بعد ایک دن آپ غار حرا میں موجود تھے سیدنا جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ پڑھیئے ''اِقْرَأْ'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا 'مَااَنَا بِقَارِئٍ' میں پڑھا ہوا نہیں ہوں جبرئیل علیہ السلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سینہ سے سینہ ملا کر زور سے بھینچا اور پھر فرمایا 'اِقْرَأْ' پڑھیئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر بھی یہی فرمایا 'مَااَنَا بِقَارِئٍ' میں پڑھا ہوا نہیں ہوں پھر دوسری مرتبہ دبوچا اور فرمایا کہ 'اِقْرَأْ' پڑھیئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر یہی جواب دیا ''ما انا بقارئ'' میں پڑھا ہوا نہیں ہوں جبرئیل علیہ السلام نے تیسری مرتبہ دبوچا اور پھر فرمایا ''اقــــرأ'' اور سورۂ علق کی شروع کی پانچ آیات پڑھیں۔

''اِقْـرَأْ بِـاسْـمِ رَبِّکَ الَّـذِیْ خَلَقَ، خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ، اِقْرَأْ

وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ، الَّذِىْ عَلَّمَ بِالْقَلَمْ، عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ يَعْلَمْ".

پڑھو اپنے پروردگار کا نام لے کر جس نے سب کچھ پیدا کیا ہے اس نے انسان کو جمے ہوئے خون سے پیدا کیا ہے، پڑھو اور تمہارا پروردگار سب سے زیادہ کرم والا ہے جس نے قلم سے تعلیم دی انسان کو اس چیز کی تعلیم دی جو وہ نہیں جانتا تھا (آسان ترجمہ)

یہاں تک کی یہ آیتیں حضرت جبرئیل علیہ السلام نے سنائیں اور یہ آیتیں سنا کر حضرت جبرئیل علیہ السلام واپس تشریف لے گئے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے سیدھے مکان تشریف لائے اور خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے پورا واقعہ ذکر کیا کہ آج ایسا ہوا ہے اور مجھے تو اپنی جان کا خطرہ ہو رہا ہے اتنی بڑی امانت اور اتنا بڑا بوجھ میں اٹھا سکوں گا یا نہیں، حضرت خدیجۃ الکبری رضی اللہ عنہا نے تسلی دی کہ آپ ہرگز ہرگز گھبرائیں نہیں اللہ تعالیٰ آپ کو ضائع نہیں کریں گے، آپ کے جو اخلاق ہیں آپ غریبوں کے کام آتے ہیں، بیواؤں کے کام آتے ہیں مہمانوں کی مہمان نوازی کرتے ہیں، صلہ رحمی کرتے ہیں بوڑھوں کا احترام کرتے ہیں ایسے اخلاق اور صفات والے آدمی کو اللہ ضائع نہیں کرتا پہلے تو خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے خود تسلی دی اور پھر آپ کو لے کر ورقۃ ابن نوفل جو ان کا چچا زاد بھائی تھا ان کے پاس لے گئیں جو آسمانی کتابوں کے ماہر تھے اور دوسری زبانوں میں ان کا ترجمہ کیا کرتے تھے، ان سے جا کر کہا کہ اپنے بھتیجے کی باتیں سنیئے یہ کیا بیان کرتے ہیں حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پورا واقعہ بیان فرمایا تو ورقۃ ابن نوفل نے کہا کہ یہ تو وہی فرشتہ ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس وحی لے کر آیا کرتا تھا ان کو یقین ہو گیا کہ یہ تو اللہ کے نبی ہیں، یہ فرشتہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وحی لے کر آیا ہے اس لئے کہا کہ کاش میں اس دن زندہ ہوتا جس دن آپ کی قوم آپ کو

نکالے گی حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بڑا تعجب ہوا اور فرمایا کہ کیا وہ مجھے نکالنے والے ہیں جو لوگ میری عزت کرتے ہیں احترام کرتے ہیں مجھ کو صادق اور امین کہتے ہیں کیا وہ مجھے نکالیں گے مکہ سے، ورقہ ابن نوفل نے کہا کہ ہاں وہ تم کو نکالیں گے اس لئے کہ کبھی کوئی آدمی وہ چیز لے کر نہیں آیا جو آپ لے کر آئے ہیں مگر ان کی قوم نے ان کے ساتھ وہی سلوک کیا۔

انبیاء علیہم السلام کے ساتھ معاملہ

پہلے انبیاء علیہم السلام بھی جب اللہ کی طرف سے وحی لے کر آئے ہیں تو ان کی قوم نے ان کے ساتھ یہی معاملہ کیا ہے اس لئے آپ کے ساتھ بھی یہی معاملہ کیا جائے گا اور کاش میں اس وقت زندہ ہوتا چونکہ اس وقت وہ اپنی اخیر عمر میں تھے، اس لئے اطمینان نہیں تھا کہ میں اس وقت تک زندہ رہوں گا اس لئے تمنا ظاہر کی کہ کاش میں اس وقت زندہ ہوتا جب آپ کی قوم آپ کے ساتھ یہ سلوک کریگی تو میں آپ کی بھرپور مدد کرتا غرضکہ اس طرح یہ وحی کا سلسلہ شروع ہوا۔

وحی کا انقطاع

شروع میں وحی نازل ہونے کے بعد ڈھائی تین برس تک وحی کا سلسلہ منقطع رہا اس مدت میں وحی نازل نہیں ہوئی جس کی وجہ سے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت زیادہ رنج اور غم تھا یہاں تک کہ پھر ڈھائی تین برس کے بعد دوبارہ وحی کا سلسلہ شروع ہوا کہ آپ چلے جارہے تھے راستہ میں دیکھا کہ آپ کو آواز آئی آپ صلی للہ علیہ وسلم نے دائیں دیکھا بائیں جانب دیکھا آگے دیکھا پیچھے دیکھا کوئی نظر نہیں آیا اوپر دیکھا تو آپ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام جو غار حرا میں تشریف لائے

تھے ان کو وہاں آسمان وزمین کے درمیان کرسی پر بیٹھا ہوا دیکھا پھر آپ کو گھبراہٹ ہوئی گھر تشریف لائے اور آکر اپنی زوجۂ مطہرہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ ''زَمِّلُوْنِیْ زَمِّلُوْنِیْ'' مجھے کپڑا اڑھاؤ مجھے کپڑا اڑھاؤ مجھے ذرا کچھ سردی محسوس ہورہی ہے اور کچھ گھبراہٹ محسوس ہورہی ہے چنانچہ آپ کو کپڑا اڑھایا اسی حالت میں وحی نازل ہوئی اور پھر وحی کا سلسلہ شروع ہوا اور یہ آیتیں نازل ہوئیں۔

''یٰاَیُّھَا الْمُدَثِّرُ قُمْ فَاَنْذِرْ وَرَبَّکَ فَکَبِّرْ وَثِیَابَکَ فَطَھِّرْ'' اے کپڑا اوڑھنے والے اے کمبل پوش تم کھڑے ہوجاؤ اب بیٹھنے کا زمانہ نہیں رہا اپنی قوم کو ڈرایئے اپنے رب کی بڑائی اور عظمت بیان کیجئے اور اپنے کپڑوں کو صاف ستھرا رکھیئے آگے تک یہ آیتیں نازل ہوئیں۔

جب سیدنا جبرئیل علیہ السلام وحی لے کر آئے تو حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی ساتھ ساتھ پڑھنا چاہتے تھے کہ کہیں میں بھول نہ جاؤں اور اپنے ہونٹوں کو ساتھ ساتھ پڑھنے کے لئے حرکت دیتے تھے، اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

''لَاتُحَرِّکْ بِہٖ لِسَانَکَ'' اپنی زبان کو حرکت مت دیجئے یہ فکر مت کیجئے کہ یہ آپ کو یاد نہیں ہوگا کیوں 'اِنَّ عَلَیْنَا بَیَانَہٗ' ہمارے ذمہ ہے اس کا بیان کر دینا۔

''فَاِذَا قَرَأْنَاہُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَہٗ ثُمَّ اِنَّ عَلَیْنَا بَیَانَہٗ'' جب جبرئیل علیہ السلام آپ کے سامنے وحی کو لا کر سنا دیا کریں۔

''فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَہٗ'' ان کے پڑھنے کے بعد پڑھا کیجئے اور آپ اس کا فکر مت کیجئے کہ آپ کو یاد نہیں رہے گا یہ یاد کرانا تو ہمارے ذمہ ہے اور دل میں بٹھا دینا بھی ہمارے ذمہ ہے۔

''ثُمَّ اِنَّ عَلَیْنَا بَیَانَہٗ'' اور اس کا بیان کرنا اور سمجھا دینا بھی ہمارے ذمہ ہے، اللہ تعالیٰ نے سمجھانے کی بھی ذمہ داری لی، یاد کرانے کی بھی ذمہ داری لی، چنانچہ

اس کے بعد سے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا جبرئیل علیہ السلام کے پڑھنے کے بعد پڑھتے تھے اور وہ پورا قرآن پاک آپ کے سینۂ مبارک میں محفوظ ہوجاتا تھا اوراس کے معانی بھی اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں ڈال دیتے تھے۔

کیفیت وحی

جب وحی نازل ہوتی تو اس کا اتنا بوجھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر ہوتا تھا کہ پیشانی مبارک کے اوپر پسینہ آجاتا تھا سخت ٹھنڈ پڑ رہی ہے سردی کی شدت ہے اور ایسی حالت میں جب وحی نازل ہوتی تو اتنا بوجھ آپ کے اوپر ہوتا تھا اس وحی کا کہ آپ کے چہرہ مبارک سے پسینہ اس طرح ٹپکتا تھا جیسے موتی ہوتے ہیں۔(بخاری شریف:۱/۲)

ایک صحابی کا تاثر

ایک صحابی ہیں حضرت زید ابن ثابت رضی اللہ عنہ وہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ران مبارک ان کی ران پر رکھی ہوئی تھی وہ فرماتے ہیں اسی حالت میں وحی نازل ہونا شروع ہوگئی تو اتنا بوجھ میری ران پر پڑا کہ مجھے اندیشہ ہوا کہ میری ران ٹکڑے ٹکڑے ہوجائے گی ریزہ ریزہ ہوجائے گی اندازہ لگائیے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر کتنا بوجھ ہوتا ہوگا اور کس طرح حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس کا تحمل فرماتے ہوں گے بہرحال اس کا بوجھ کیوں نہیں ہوگا قرآن پاک کوئی معمولی چیز نہیں یہ تو اللہ کا کلام ہے یہ تو اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے واسطے آسان فرمادیا ورنہ اس کی بڑائی اس کی عظمت اس کے جلال کا تو یہ عالم ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

عظمت قرآن

''لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَأَيْتَهُ خَاشِعًا مُتَصَدِّعاً مِنْ خَشْيَةِ اللهِ'' (سوره الحشر: ۲۱)

ترجمہ: اگر ہم اس قرآن پاک کو پہاڑوں پر اتار دیتے تو آپ دیکھتے کہ پہاڑ لرز جاتا، کانپ جاتا، پھٹ جاتا، ریزہ ریزہ ہو جاتا، اللہ کے خوف کی وجہ سے۔ (جامع البیان:۱۴/۵۳)

اور ایک جگہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔

''اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ'' ہم نے اپنی یہ امانت آسمانوں پر پیش کی زمینوں پر پیش کی پہاڑوں پر پیش کی سب نے اس کو اٹھانے سے انکار کر دیا اور اس سے ڈر گئے کہ ہم اس کا تحمل نہیں کر سکتے لیکن انسان نے اس کا بوجھ اٹھا لیا اور تحمل کر لیا۔

امانت کے سلسلہ میں مختلف اقوال ہیں ایک قول یہ بھی ہے کہ اس سے مراد قرآن پاک ہے۔

انسان کے تحمل کی وجہ

اب اشکال یہ ہوتا ہے کہ انسان نے قرآن پاک کے بوجھ کو کیسے اٹھا لیا جب پہاڑ نہیں اٹھا سکے آسمان اور زمین نہیں اٹھا سکے، اللہ تعالیٰ نے اس کا جواب بھی دیا ہے اور فرمایا ہے:

''وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُدَّكِر'' اور حقیقت یہ ہے کہ ہم نے قرآن کو نصیحت حاصل کرنے کے لئے آسان بنا دیا ہے اب کیا کوئی ہے جو

نصیحت حاصل کرے (آسان ترجمہ) اگر اللہ تعالیٰ آسان نہ فرماتے تو انسان بھی اس کا تحمل نہیں کرسکتا تھا، اللہ تعالیٰ جب کوئی چیز آسان فرماتے ہیں تو مشکل سے مشکل چیز بھی آسان ہوجاتی ہے اور جب اللہ تعالیٰ مشکل بناتے ہیں تو آسان چیز بھی مشکل ہوجاتی ہے اللہ تعالیٰ کی تو شان بہت بڑی ہے وہ بہت بڑی قدرت والا ہے اللہ چاہتا ہے تو ایک منی کے ناپاک قطرہ سے کتنا بہترین انسان بنادیتا ہے ایک ذرا سے بیج اور ذرا سی گٹھلی سے پورا درخت نکال دیتا ہے، اس لئے قرآن پاک تو واقعی ایسی عظیم الشان چیز ہے کہ پہاڑ بھی اس کا تحمل نہ کرسکیں آسمان اور زمین بھی اس کا تحمل نہ کرسکیں، لیکن اللہ تعالیٰ نے انسان کے لئے آسان فرمادیا پڑھے لکھے بھی سمجھ سکتے ہیں بوڑھے اور جوان بھی سمجھ سکتے ہیں اور حفظ کرسکتے ہیں جوان بھی بوڑھے بھی مرد بھی عورت بھی۔

حفاظت قرآن

اور پھر اللہ نے قرآن پاک کو نازل فرمانے کے بعد اس کی حفاظت کا بھی انتظام فرمایا ہے، پہلی امتوں پر جو کتابیں نازل ہوئیں ان کی حفاظت کی ذمہ داری انہیں امتوں پر رکھی گئی، جس کی وجہ سے وہ لوگ اس کو محفوظ نہیں رکھ سکتے اور نتیجہ یہ ہوا کہ ان کتابوں میں تحریفیں کردی گئیں، تبدیلیاں کردی گئیں، اور آج کوئی کتاب بھی اپنی اصل حالت پر موجود نہیں ہے، نہ توریت نہ انجیل موجود ہے نہ زبور اسی طرح سے نہ صحف ابراہیم نہ صحف موسیٰ اور دوسرے انبیاء علیہم السلام پر جو صحیفے نازل ہوئے ان میں سے کوئی بھی آج اپنی اصلی حالت پر موجود نہیں ہے، لیکن اللہ تعالیٰ نے اس قرآن پاک کی حفاظت کا وعدہ خود فرمایا ہے:

"اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحَافِظُوۡنَ"

ترجمہ: ہم نے ہی اس ذکر کو اتارا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔

سب سے پہلے تو حفاظت کا یہ انتظام کیا گیا۔

جنات وشیاطین کے دخول پر پابندی

کہ جب وحی کا سلسلہ شروع ہوا تو اسی وقت سے جنات اور شیاطین پر پابندی لگا دی گئی کہ اب آسمان کے اوپر داخلہ بند پہلے جنات اور شیاطین آسمانوں پر چلے جایا کرتے تھے اور آسمانوں کے قریب جا کر فرشتے جو باتیں کرتے انکو سن لیا کرتے تھے اور کاہن اور جادوگروں کو کچھ باتیں بتا دیا کرتے تھے۔

(حاشیۃ الصاوی:۲/۲۷۴)

جناتی اور شیطانی باتوں سے لوگوں کا گمراہ ہونا

پھر وہ کاہن لوگ اس میں اپنی طرف سے کچھ جھوٹی باتیں ملا کر آگے کو چلتا کر دیتے تھے اور پھر جب کوئی ایک بات ان سینکڑوں باتوں میں سچی ہو جایا کرتی تھی تو لوگ ان کو غیب داں جانتے تھے کہ یہ غیب کا جاننے والا ہے پہلے یہ سلسلہ تھا لیکن جب قرآن پاک کے نزول کا سلسلہ شروع ہوا اللہ تعالیٰ نے آسمانوں کے اوپر پہرے بٹھا دیئے کہ اب ہمارا کلام نازل ہو رہا ہے اور ہمیں اس کی حفاظت کرنی ہے کوئی جنات اور شیاطین اس میں دخل اندازی نہ کر سکے یا لوگوں کو یہ خیال نہ ہو جائے کہ جنات اور شیاطین بھی آسمانوں کے اوپر جاتے ہیں کیا خبر ہے کہ کوئی ان ہی میں سے یہاں لا کر پہونچا تا ہو اس لئے جنات اور شیاطین کے اوپر پہرے لگا دیئے گئے کہ جنات اور شیاطین میں سے اب کوئی آسمانوں کے اوپر نہیں پہونچے گا اور یہ سخت

انتظام کر دیا گیا کہ اگر کوئی وہاں پہونچنے کی کوشش کرتا ہے تو آسمان سے کوئی ستارہ انگارے کی شکل میں نکل کر اس جن یا شیطان کے اوپر لگتا ہے اور اس کو ہلاک کر دیتا ہے تاکہ اوپر اب کوئی نہ جا سکے اور ہمارے کلام کے اندر کوئی دخل اندازی نہ کر سکے۔
(تفسیر عثمانی:۳٦٧/۱)

جنات کا اجتماع

آسمانوں میں سخت انتظام ہونے کے بعد جنات پریشان ہوئے تمام جنات جمع ہوئے اور آپس میں مشورے ہوئے، کہ یہ کیا ہوا، یہ نئی بات کیوں ہوئی، آسمانوں کے اوپر ہمارا جانا کیوں بند کر دیا گیا، بات یہ طے ہوئی ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کوئی نئی چیز پیش آئی ہے، جس کی وجہ سے ہمارے اوپر پابندی لگائی گئی ہے، ذرا چل پھر کر تلاش کرو، مشرق ومغرب شمال وجنوب میں پھیل جاؤ اور جا کر تلاش کرو کیا نئی چیز پیش آئی ہے چنانچہ جنات کی کچھ جماعتیں مشرق میں گئیں، کچھ مغرب میں گئیں، کچھ شمال میں گئیں، کچھ جنوب میں گئیں، کچھ دریاؤں اور پہاڑوں میں گئیں دنیا بھر میں جنات کی جماعتیں پھیل گئیں، حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم چند صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ ایک جنگل میں فجر کی نماز میں قرآن پاک پڑھ رہے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھا رہے تھے حضرت نبی اکرم صلی للہ علیہ وسلم امام ہوں اور قرآن شریف پڑھ رہے ہوں تو سننے والوں کو کیا لطف آتا ہوگا ایک جنات کی جماعت وہاں پہونچی اور یہ قرآن پاک انہوں نے پہلی بار سنا اور جب حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن پاک پڑھتے ہوئے سنا تو فوراً یقین ہوگیا کہ یہی وہ چیز ہے جس کی وجہ سے ہم پر پابندی لگائی گئی ہے فوراً اپنی قوم کے پاس آئے اور بیان کیا:

''قَالُوْیٰقَوْمَنَـا اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَباً یَهْدِیْ اِلَی الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ وَلَنْ نُشْرِکَ بِرَبِّنَا اَحَداً'' اے ہماری قوم ہم نے ایک قرآن پاک سنا ہے جو

بہت عجیب وغریب ہے جو ہدایت کی رہنمائی کرتا ہے اور سچی اور صحیح باتیں بتاتا ہے ہم تو ایمان لے آئے اور اب ہم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کریں گے۔

چنانچہ وہ سب کے سب ایمان لے آئے اللہ پاک نے ان کا یہ واقعہ قرآن پاک میں نقل فرمایا ہے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی فرمائی۔

''قُلْ اُوْحِیَ اِلَیَّ'' یہ جو سورۃ جن ہے اس کے اندر یہ واقعہ بیان کیا گیا ہے اور ان کی پوری گفتگو بیان فرمائی ہے۔

جنات کی جماعت کے بارے میں دو قول ہیں:

(۱) جنات کی جماعت سات افراد پر مشتمل تھی۔ (۲) ۹ افراد پر مشتمل تھی، ''**واختلف فی عددهم، فقيل كانوا تسعة، وقيل سبعة**''. (حاشية الصاوی علی تفسیر الجلالین: ۴/۲۴۰، الجامع لاحکام القرآن: ۱۰/۴۰)

حفاظت قرآن کا غیبی انتظام

''**لَایَاْتِیْهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَیْنِ یَدَیْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ**'' اس قرآن پاک میں باطل نہیں آسکتا نہ آگے سے نہ پیچھے سے نہ دائیں سے نہ بائیں سے اس میں باطل کے آنے کی گنجائش ہی نہیں! کیوں؟

''تَنْزِیْلٌ مِّنْ حَکِیْمٍ حَمِیْدٍ'' یہ تو اتارا ہوا ہے اس ذات کا جو حکیم اور حمید ہے۔

انسانوں سے کاغذ اور قلم کے ذریعہ سے حفاظت کرنے کے لئے نہیں کہا گیا بلکہ اس کو دلوں میں محفوظ کرنے کا حکم دیا گیا، اب لوگ قرآن پاک کو یاد کرتے ہیں اور اپنے سینوں میں محفوظ کر لیتے ہیں چھوٹے چھوٹے بچے قرآن پاک کو اپنے سینوں میں محفوظ کر لیتے ہیں کاغذوں کو جلایا جا سکتا تھا، لکڑیوں کو جلایا جا سکتا تھا، لوہوں کو

پگھلایا جا سکتا تھا اور اسی طرح کی دوسری چیزوں کو ختم کیا جا سکتا تھا۔

انگریز کی ناپاک سازش

ایک مرتبہ انگریز نے آپس میں مشورہ کیا کہ دین اسلام کو کس طرح ختم کیا جائے طے یہ ہوا کہ قرآن پاک کے پوری دنیا میں جتنے نسخے ہیں سب کو اکٹھا کر کے جلا دیا جائے جب قرآن پاک کا کوئی نسخہ ہی نہیں رہے گا تو آہستہ آہستہ یہ دین اسلام ختم ہو جائے گا اس قرآن پاک کی وجہ سے ہی تو یہ دین اسلام قائم ہے اور زندہ ہے چنانچہ اس اسکیم پر عمل کیا گیا دنیا بھر سے قرآن پاک کے نسخے جمع کئے اور لاکھوں کی تعداد میں جمع کر کے تمام نسخوں کو جلا دیا گیا اس تحریک کا علم ہوا تو ایک بچہ کو بلایا اور کہا کہ قرآن شریف پڑھو اس بچے نے قرآن پاک پڑھنا شروع کیا دوسرے بچے بھی برابر میں بیٹھ گئے وہ بچہ قرآن پاک پڑھ رہا ہے جہاں بھی کوئی غلطی ہوتی ہے تو دوسرے بچے لقمہ دے دیتے ہیں، وہ قرآن پاک پڑھتا چلا گیا یہاں تک کہ اس نے پورا قرآن پاک سنا دیا انگریز سے کہا کہ یہ قرآن پاک کے نسخے تو جلا دو گے لیکن ان دلوں کے اندر سے کس طرح مٹا دو گے انگریز شرمندہ ہوا اور اپنے ارادہ سے باز آیا کہ قرآن پاک کو اس طرح ختم نہیں کیا جا سکتا۔

حفاظت کا غیبی انتظام

یہ تو اللہ تعالیٰ نے اس کی حفاظت کا ایسا غیبی انتظام کیا ہے کہ ایک حرف، ایک شوشہ، ایک زبر، زیر، حتیٰ کہ ایک نقطے کی بھی تبدیلی کی گنجائش نہیں ہے، کوئی بڑے سے بڑا حاکم بھی چاہے کہ میں ایک حرف بدل دوں تو نہیں بدل سکتا یہاں تک کہ کوئی

بڑے سے بڑا عالم بڑے سے بڑا مفتی بھی چاہے تو وہ بھی نہیں بدل سکتا کوئی بہت بڑا شیخ الحدیث بھی اگر قرآن شریف سنانا شروع کرے اور کہیں ذراسی غلطی کردے تو چاروں طرف سے چھوٹے چھوٹے بچے لقمہ دینا شروع کردیتے ہیں کہ اس طرح نہیں اس طرح ہے۔

جس طرح حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن پاک نازل ہوا آج بھی اسی حالت میں موجود ہے۔

قرآن تھوڑا تھوڑا نازل ہونے کی حکمت

"اِنَّـا اَنْـزَلْـنٰـهُ فِىْ لَيْلَةٍ مُّبَـارَكَةٍ" ہم نے اس کو لیلۃ مبارکہ میں اتارا وہ مبارک رات شب قدر کی ہوتی ہے جس میں آسمان کے اوپر فیصلے کئے جاتے ہیں اور پھر رمضان المبارک میں جو لیلۃ القدر ہوتی ہے وہ لیلۃ القدر جو ہزار مہینوں سے افضل ہوتی ہے اس لیلۃ القدر کے اندر اللہ تعالیٰ نے لوح محفوظ سے سماء دنیا کی طرف اتارا یعنی جو لوح محفوظ میں محفوظ ہے وہاں سے دنیوی آسمان کی طرف اتار دیا تاکہ وہاں سے اللہ کے حکم سے سیدنا جبرئیل علیہ السلام تھوڑا تھوڑا حسب ضرورت حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر پہونچاتے رہیں اگر پورا قرآن کا ایک ساتھ نزول ہوتا تو تحمل نہیں ہوسکتا تھا اس لئے تھوڑا تھوڑا اتارا گیا اس طرح تیئیس برس کی مدت میں قرآن پاک کا نزول مکمل ہوا اور سیدنا جبرئیل علیہ السلام چوبیس ہزار مرتبہ تقریبا آسمان سے دنیا میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وحی لے کر نازل ہوئے۔

نزول قرآن کے وقت مشقت

اور وحی نازل ہوتے وقت حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سخت سردی

میں پسینہ آ جاتا اور پسینہ اس طرح ٹپکتا کہ جیسے موتی ہوتے ہیں اور چہرہ انور سرخ ہوجاتا جب چوبیس ہزار مرتبہ جبرئیل علیہ السلام وحی لے کر آئے ہیں تو گویا چوبیس ہزار مرتبہ یہ حال حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کی خاطر اور اس قرآن پاک کی خاطر یہ تحمل فرمایا۔

نزول قرآن کی حکمت

اور اللہ تعالیٰ نے یہ قرآن کس غرض کے لئے نازل فرمایا اس کے بارے میں ارشاد ہے "الرحمن، علم القرآن" (وہ رحمٰن ہی ہے جس نے قرآن کی تعلیم دی)'الرحمن' اللہ تعالیٰ چونکہ رحمٰن ہے رحمٰن اس کو کہتے ہیں جو اپنے پرائے دوست دشمن فرمانبردار نافرمان ہر کسی پر جو رحم اور مہربانی کرنے والا ہو اللہ تعالیٰ چونکہ رحمٰن ہے اس لئے اس کی رحمانیت کا تقاضہ ہوا کہ اپنے بندوں کی ہدایت کے واسطے کوئی دستور اتارے اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس قرآن پاک کو اتارا۔

اور ایک جگہ ارشاد فرمایا:

"یَاأَیُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَ تْکُمْ مَوْعِظَةٌ مِنْ رَبِّکُمْ" لوگو! تمہارے پاس ایک نصیحت آئی ہے تمہارے رب کی طرف سے۔

"وَشِفَاءٌ لِمَا فِی الصُّدُوْر" جس میں دل کی بیماریوں کا علاج ہے۔

قرآن پاک کے شروع میں ذکر کیا۔

"الٓمّٓ ذَالِکَ الْکِتَابُ لَارَیْبَ فِیْهِ' یہ ہے وہ کتاب کامل اور مکمل جس کے اندر کوئی شک وشبہ نہیں ہے۔

اس کے کلام الٰہی ہونے میں کوئی شک وشبہ کی گنجائش نہیں ہے اگر کوئی شبہ کرتا ہے تو اس کے اپنے دماغ کا قصور ہے ورنہ تو فی نفسہ اس کے اندر کوئی شک وشبہ

کی گنجائش نہیں ہے۔

''هُدیً لِلْمُتَّقِیْنَ'' جومتقیوں کے لئے ہدایت ہے۔

مطلب یہ ہے کہ جوتقوی اختیار کرنا چاہتے ہیں ان کے لئے ہدایت ہے یہ مطلب نہیں کہ دوسرے لوگوں کیلئے ہدایت نہیں ہے قرآن پاک فی نفسہ ہدایت ہے مگر فائدہ ان لوگوں کو ہی ہوتا ہے جو فائدہ حاصل کرنا چاہتے ہیں اور وہ وہی ہیں جوتقویٰ حاصل کرنا چاہتے ہیں۔

نسخۂ شفاء

مثلاً ایک نسخہ ہے اس کے اندر شفا ہے مگر جو اس سے فائدہ اٹھائے گا اسی کے لئے تو شفا ہے جو شخص اس نسخہ پر عمل ہی نہ کرے اس کو استعمال ہی نہ کرے اس کو اس نسخہ سے شفاء نہیں ہوسکتی اور اس سے یہ نہیں کہا جاسکتا کہ اس نسخہ میں شفا نہیں ہے۔

بندوق کی مثال

ورنہ تو ایسا ہی ہے جیسے ایک شخص بازار میں گیا وہاں ایک شخص بندوق بیچ رہا تھا بندوق کا ابتدائی زمانہ تھا وہ بندوق کی تعریف کر رہا تھا کہ یہ بندوق چوروں سے ڈاکوؤں سے حفاظت کرتی ہے مال کی جان کی حفاظت کرتی ہے اس شخص نے سوچا کہ اگر اس کو گھر لے جا کر رکھ لیں گے تو جان کی بھی حفاظت مال کی بھی حفاظت اور ہم تو بے فکر ہو جائیں گے چنانچہ اس کو خرید لیا اور جا کر مکان کے ایک کونے میں رکھ دیا اور اب کھلے دروازے سونا شروع کر دیا کہ اب یہ خود حفاظت کرے گی اب کوئی خطرہ نہیں ہے اتفاق سے ایک روز چور آ گئے جب چور آئے تو اطمینان سے یہ صاحب چار پائی

پر لیٹے ہوئے ہیں اور انتظار کر رہے ہیں کہ اب یہ بندوق خود بخود چلے گی اور دشمنوں کو بھگائے گی تھوڑی دیر تک تو انتظار کیا اور جب دیکھا کہ یہ نہیں چل رہی پھر کہنا شروع کیا کہ تجھے آج ہی کے دن کے واسطے تو لایا تھا تو چلتی نہیں کھڑی ہوئی ہے اور جب اس نے بار بار کہا چوروں نے سوچا کہ کیا کونے میں کوئی چیز رکھی ہوئی ہے جو ہمارے واسطے یہ لایا تھا اور چلتی نہیں جا کر دیکھا کہ یہ تو بندوق رکھی ہوئی ہے وہ چور بھی خالی ہاتھ تھے ان کے پاس بھی کوئی ہتھیار نہیں تھا انہوں نے اس بندوق کو اٹھایا اور کارتوس بھرا اور اب اسی کو نشانہ بنایا کہ جلدی سے بتاؤ سامان کہاں رکھا ہوا ہے اب وہ بیچارہ مجبور ہو گیا اور اپنے ہی ہاتھ سے سب نقدی اور سامان لا کر دے دیا اب اگر کوئی شخص کہے کہ کہنے والے نے تو کہا تھا کہ یہ بندوق جان کی، مال کی حفاظت کرتی ہے یہاں تو کچھ نہیں کیا بلکہ الٹا نقصان کرا دیا تو بھائی کہنے والے نے تو صحیح کہا تھا لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ لا کر اس کو ایک کونے میں رکھ دیا اور وہ سب کام خود کر لے گی اور اسے کچھ کرنے کی ضرورت نہیں، اسی طرح قرآن پاک شفا ہے اور ہدایت ہے اور قرآن پاک سے تمام مسائل حل ہوتے ہیں لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ قرآن شریف کو لا کر جزدان میں رکھ دیا اور بہترین خوشبو لگا دی اور طاق میں رکھ دیا اور کہنے لگیں کہ اب ہمارے سارے کام خود بخود ہو جائیں گے۔

بدیں عقل و دانش بباید گریست

قوموں کا عروج وزوال

اللہ تعالیٰ قرآن پاک کے ساتھ مسلم قوموں کی ترقی عروج وزوال وتنزل کو وابستہ کر دیا ہے جو قرآن پاک کے احکام کے اوپر عمل کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو سربلندی عطا فرمائیں گے اور جو قرآن پاک سے منہ موڑے گا اللہ تعالیٰ اس کو ذلیل ورسوا کر دیں گے مگر یہ اصول تو ایمان والوں کے لئے ہے، چونکہ کافروں کے لئے یہ قانون

نہیں بلکہ ان کے لئے دنیا میں ہر طرح کی آزادی دی جاتی ہے اس لئے کہ ان کے لئے صرف یہ دنیا ہی ہے مرنے کے بعد ہمیشہ کے لئے جہنم کا دردناک عذاب ہے

حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"عن عمر بن الخطاب قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اِنَّ اللہَ یَرْفَعُ بِھٰذَا الْکِتَابِ اَقْوَامًا وَیَضَعُ بِهٖ اٰخَرِیْنَ" (مشکوٰۃ شریف:۱۸۴)

بیشک اللہ تعالیٰ اس کتاب کے ذریعہ بعض قوموں کو بلندی عطا فرماتے ہیں اور اسی قرآن کے ذریعہ سے بعض لوگوں کو اللہ تعالیٰ ذلیل اور پست کردیتے ہیں۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی کیسی حالت تھی بکریاں اور اونٹ چرانے بھی ان کو نہیں آتے تھے لیکن جب قرآن پاک پر انہوں نے عمل کیا تو وہ دنیا کے نگہبان بن گئے بادشاہ بن گئے اور بڑی سے بڑی سلطنتیں ان کے سامنے جھک گئیں ان کے نام سن کر بڑے بڑے بادشاہوں کے اوپر کپکپی طاری ہوجاتی تھی اور انسان تو انسان حیوان تک ان کی اطاعت کرتے تھے دریا اور سمندر ان کی اطاعت کرتے تھے اور آج ہم جو ذلت اور پستی کا شکار ہیں اور پورے عالم میں مسلمان مشکلات میں مبتلا ہیں، اس کی وجہ صرف قرآن پاک کے احکام سے اعراض کرنا اور منہ موڑنا ہے۔

وہ معزز تھے جہاں میں عامل قرآں ہوکر
اور ہم خوار ہوئے تارک قرآں ہوکر

قرآن پاک سے اعراض کا وبال

ایک جگہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

"من اعرض عن ذکری فان له معیشة ضنكا"

ترجمہ: جو ہمارے اس ذکر سے (یعنی قرآن پاک سے) منہ موڑے گا

اس کی زندگی تنگ بنادی جائے گی۔

آج ہمیں شکوہ ہے کہ زندگی ہماری تنگ کیوں ہے تو یہ تو دنیا میں ہوگا اور 'وَنَحْشُرُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اَعْمٰى' قیامت میں اٹھائیں گے تو اندھا کر کے اٹھائیں گے قیامت میں اندھا ہوکر اٹھے گا جس نے قرآن پاک سے منہ موڑا ہے وہ کہے گا۔

"لِمَ حَشَرْتَنِيْ اَعْمٰى وَقَدْ كُنْتُ بَصِيْراً" اے پروردگار میں تو دنیا میں بینا تھا آنکھوں والا تھا مجھے اندھا کر کے کیوں اٹھایا۔

اللہ تعالیٰ فرمائیں گے:

"قَالَ كَذٰلِكَ اَتَتْكَ اٰيٰتُنَا فَنَسِيْتَهَا" تیرے پاس ہماری آیتیں آئی تھیں اور تو ان کو بھول گیا تھا ان سے بتکلف اندھا بن گیا تھا۔

"وَكَذٰلِكَ الْيَوْمَ تُنْسٰى" اسلئے آج تجھ کو بھلا دیا گیا۔

اور خود حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی اللہ تعالیٰ سے ان لوگوں کی شکایت فرمائیں گے جنہوں نے قرآن پاک سے منہ موڑا تھا اس وقت کیا حال ہوگا حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت اور سفارش ہی ظاہر ہے کہ ہمارے لئے نجات کا ذریعہ ہے اگر حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہماری طرف سے دعویدار بن جائیں تو کیا حال ہوگا۔

چنانچہ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"وَقَالَ الرَّسُوْلُ يَا رَبِّ اِنَّ قَوْمِيْ اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْآنَ مَهْجُوْرا"

ترجمہ: اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہیں گے! یا رب میری قوم اس قرآن کو بالکل چھوڑ بیٹھی تھی۔

اگر چہ یہاں قوم سے کافر لوگ مراد ہیں، لیکن یہ مسلمانوں کیلئے بھی ڈرنے کا مقام ہے کہ اگر مسلمان ہونے کے باوجود قرآن کریم کو پس پشت ڈال دیا جائے تو

وہ بھی کہیں اس سنگین جملہ کا مصداق نہ بن جائیں اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم شفاعت کے بجائے شکایت پیش کریں۔

اسلئے ہر قسم کی خیر رفعت وسر بلندی اور کامیابی اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک کے ساتھ وابستہ فرمادی ہے۔

سب سے افضل انسان

اور دنیا کے تمام انسانوں کے مقابلہ میں قرآن پاک پڑھنے اور پڑھانے والے حضرات ہی اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے افضل ہیں۔

حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد عالی ہے۔

"عن عثمان قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْانَ وَعَلَّمَهُ" (مشکوٰۃ:۱۸۳)

تم سب میں بہتر وہ لوگ ہیں جو قرآن پاک کے ساتھ وابستہ ہیں چاہے وہ سیکھ رہے ہوں یا سکھا رہے ہوں۔

قرآن سے تعلق اللہ تعالیٰ سے تعلق ہے قرآن پاک کے ساتھ وابستگی اللہ تعالیٰ سے محبت کی نشانی ہے جو آدمی قرآن پاک سے وابستہ ہے تو سمجھو کہ اللہ تعالیٰ کی محبت اس کے دل میں ہے، کسی کے کلام سے محبت صاحب کلام کی محبت کی وجہ سے ہوتی ہے اللہ تعالیٰ جو ہمارا خالق اور مالک ہے کیا اس کی محبت کا تقاضہ یہ نہیں ہے کہ ہم اس کے کلام کو بار بار پڑھیں اور اسے سمجھنے کی کوشش کریں۔

تلاوت قرآن کی فضیلت

قرآن پاک کی تلاوت ہی کتنی باعث فضیلت ہے ایک حرف پڑھتے ہیں تو دس

نیکیاں ملتی ہیں حدیث شریف میں آیا ہے کہ قرآن پاک کو نماز میں پڑھنا خارج نماز سے افضل ہے خارج نماز قرآن شریف کو پڑھنا تسبیح سے افضل ہے، تسبیح صدقۂ سے افضل ہے، صدقۂ روزہ سے افضل اور روزہ انسان کے لئے ڈھال ہے۔ (مشکوٰۃ:۱۸۸)

جب روزہ ڈھال ہے انسان کے لئے تو پھر تسبیح کا کیا حال ہوگا پھر اس کے مقابلہ میں قرآن پاک پڑھنے کا کیا حال ہوگا اور پھر جو قرآن پاک کو نماز میں پڑھتے ہیں ان کا کیا حال ہوگا اس لئے کتنے مبارک ہیں وہ حضرات جو قرآن پاک کے پڑھنے پڑھانے میں مشغول ہیں۔

قرآن سے خالی سینہ

اسی لئے حدیث شریف میں آتا ہے۔

''وعن بن عباس قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان الذی لیس فی جوفه شیئی من القرآن کالبیت الخرب. (مشکوٰۃ:۱۸٦)

کہ جس کے سینے میں قرآن پاک نہیں وہ ویران گھر کی طرح ہے اس لئے کوشش کریں کہ قرآن پاک کو کچھ نہ کچھ روزانہ پڑھیں گے اور جو حضرات پڑھے ہوئے نہیں ہیں وہ پڑھنے کی کوشش کریں گے کچھ نہ کچھ تو قرآن پاک سینے میں ہونا ہی چاہئے تا کہ یہ سینہ روشن ہو جائے قرآن پاک کی ایک سطر ایک حرف بھی کتنی نورانی ہے اس کا اندازہ نہیں لگا سکتے ہیں۔

قل ھو اللہ احد اور بعض سورتوں کی فضیلت

''قل ھو اللہ احد'' ایک چھوٹی سی سورت ہے۔

''قل ھو اللہ احد' کو ایک مرتبہ پڑھو تو ایک تہائی قرآن پاک کا ثواب ملتا ہے تین مرتبہ پڑھے تو پورے قرآن پاک کا ثواب دس مرتبہ ''قل ھو اللہ احد'' کو

پڑھ لیا تو جنت میں ایک سونے کا محل تیار ہو جاتا ہے اگر سونے کے وقت میں کوئی آدمی سو مرتبہ ”قل ھو اللہ احد“ کو پڑھتا ہے تو قیامت میں اللہ تعالیٰ اس سے فرمادیں گے اے میرے بندے تو دائیں طرف سے جنت میں چلا جا اور دو سو مرتبہ کوئی آدمی ”قل ھو اللہ احد“ پڑھتا ہے تو پچاس برس کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

اور ’قُلْ یاَاَیُّھَا الْکٰفِرُوْنَ‘ کو ایک بار پڑھنے سے ایک چوتھائی قرآن پاک کا ثواب ملتا ہے، سورہ ”زلزال“ کو ایک بار پڑھنے سے آدھے قرآن پاک کا ثواب ملتا ہے۔

صبح کے وقت میں کوئی سورہ یٰسین کو پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے دن بھر کے سارے کاموں کی ذمہ داری لے لیتے ہیں۔

کوئی شخص سورہ واقعہ کو روزآنہ شام کو پڑھتا ہے اس کو فاقہ نہیں ہوتا اور اس کے رزق میں برکت ہوتی ہے۔

کوئی شخص سونے سے پہلے الم تنزیل اور سورۂ ملک پڑھتا ہے اس کو عذاب قبر نہیں ہوتا اور اس رات میں اگر انتقال ہو جائے اس کو شہادت کا درجہ ملتا ہے۔

کوئی شخص جمعہ کے دن سورہ کہف پڑھتا ہے وہ ہر قسم کے فتنوں سے محفوظ رہتا ہے یہاں تک کہ دجال کے فتنہ سے بھی محفوظ رہے گا۔

کوئی شخص صبح کے وقت سورہ حشر کی اخیر کی تین آیتیں پڑھتا ہے اس کے لئے جنت میں ایک باغ تجویز کر دیا جاتا ہے اور ستر ہزار فرشتے مقرر کر دیئے جاتے ہیں جو شام تک اس کے لئے مغفرت کی دعا کرتے ہیں۔ یہی فضیلت شام کے وقت پڑھنے کی ہے لیکن افسوس ہے کہ اتنا بڑا خزانہ ہمارے گھر میں محفوظ اور موجود ہے اور ہم پھر بھی پریشان ہیں کتنی بڑی محرومی کی بات ہے۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا مہاجر مدنی نور اللہ مرقدہ کا اس موضوع

پر ''فضائل قرآن'' بہت اہم رسالہ ہے جس کا مطالعہ بہت ضروری ہے فضائل قرآن سے ہی چند احادیث ملخصاً نقل کرتا ہوں۔

تلاوت قرآن کی مثال

تلاوت کرنے والے مؤمن اور منافق اور تلاوت نہ کرنے والے کی مثال حدیث شریف میں بیان کی گئی ہے۔

عن ابی موسیٰ قال قال رسول اللہ صلی الله علیه وسلم مثل المؤمن الذی یقرأ القرآن مثل الا ترنج ریحها طیب و طعمها طیب ومثل الؤمن الذی لایقرأ القرآن مثل التمرة لاریح لها وطعمها حلو ومثل المنافق الذی لایقرأ القرآن کمثل الحنظلة لیس لها ریح وطعمها مر ومثل المنافق الذی یقرأ القرآن مثل الریحانة ریحها طیب وطعهما مر. (رواه البخاری ومسلم والنسائی وابن ماجه)

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ جو مسلمان قرآن شریف پڑھتا ہے، اس کی مثال ترنج کی سی ہے کہ اس کی خوشبو بھی عمدہ ہوتی ہے اور مزہ بھی لذیذ، اور جو مومن قرآن شریف نہ پڑھے اس کی مثال کھجور کی سی ہے کہ خوشبو کچھ نہیں مگر مزہ شیرین ہوتا ہے، اور جو منافق قرآن شریف نہیں پڑھتا اس کی مثال حنظل کے پھل کی سی ہے کہ مزہ کڑوا اور خوشبو کچھ نہیں اور جو منافق قرآن شریف پڑھتا ہے اس کی مثال خوشبودار پھول کی سی ہے کہ خوشبو عمدہ اور مزہ کڑوا۔

مقصود اس حدیث سے غیر محسوس شے کو محسوس کے ساتھ تشبیہہ دینا ہے تا کہ ذہن میں فرق کلام پاک کے پڑھنے اور نہ پڑھنے میں سہولت سے آجاوے ورنہ ظاہر

ہے کہ کلام پاک کی حلاوت ومہک سے کیا نسبت، ترنج وکھجور کو اگر چہ ان اشیاء کے ساتھ تشبیہہ میں خاص نکات بھی ہیں جو علوم نبویہ سے تعلق رکھتے ہیں اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم کی وسعت کی طرف مشیر ہیں، مثلاً ترنج ہی کو لے لیجئے منہ میں خوشبو پیدا کرتا ہے، معدہ کو صاف کرتا ہے، ہضم میں قوت دیتا ہے، وغیرہ وغیرہ یہ منافع ایسے ہیں کہ قرأت قرآن شریف کے ساتھ خاص مناسبت رکھتے ہیں، مثلاً منہ کا خوشبودار ہونا، باطن کا صاف کرنا، روحانیت میں قوت پیدا کرنا، یہ منافع تلاوت میں ہیں جو پہلے منافع کے ساتھ بہت ہی مشابہت رکھتے ہیں، ایک خاص اثر ترنج میں یہ بھی بتلایا جاتا ہے کہ جس گھر میں ترنج ہو وہاں جن نہیں جا سکتا، اگر یہ صحیح ہے تو پھر کلام پاک کے ساتھ خاص مشابہت ہے ترنج سے حافظہ بھی قوی ہوتا ہے اور حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ سے احیاء میں نقل کیا ہے کہ تین چیزیں حافظہ کو بڑھاتی ہیں:

(۱) مسواک (۲) روزہ (۳) تلاوت کلام اللہ شریف۔

قرآن شریف قیامت میں جھگڑے گا

(۲)...... عن عبد الرحمن بن عوف عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال ثلث تحت العرش یوم القیٰمۃ القرآن یحاج العباد لہ ظھر وبطن والامانۃ والرحم تنادی الا من وصلنی وصلہ اللّٰہ ومن قطعنی قطعہ اللّٰہ. (رواہ فی شرح النسۃ)

عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ تین چیزیں قیامت کے دن عرش کے نیچے ہوں گی، ایک کلام پاک کہ جھگڑیگا بندوں کیلئے قرآن پاک کیلئے ظاہر ہے اور باطن دوسری چیز امانت ہے، اور تیسری رشتہ داری جو پکاریگی کہ جس شخص نے مجھ کو جوڑا اللہ اس کو اپنی رحمت سے ملا دے اور جس

نے مجھ کو توڑا اللہ اپنی رحمت سے اس کو جدا کر دے۔

ان چیزوں کے عرش کے نیچے ہونے سے مقصود ان کا کمال قرب ہے یعنی حق سبحانہ وتقدس کے عالی دربار میں بہت ہی قریب ہوں گی، کلام اللہ شریف کے جھگڑنے کا مطلب یہ ہے کہ جن لوگوں نے اسکی رعایت کی، اسکا حق ادا کیا، اس پر عمل کیا ان کی طرف سے دربار حق سبحانہ میں جھگڑیگا اور شفاعت کریگا، انکے درجے بلند کرائے گا۔

کرامت کا تاج

(۳)......ملا علی قاریؒ نے بروایت ترمذی نقل کیا ہے کہ قرآن شریف بارگاہ الٰہی میں عرض کرے گا کہ اس کو جوڑا مرحمت فرمائیں تو حق تعالیٰ شانہ کرامت کا تاج مرحمت فرمادیں گے، پھر وہ زیادتی کی درخواست کریگا، تو حق تعالیٰ شانہ اکرام کا پورا جوڑا مرحمت فرمادیں گے، پھر وہ درخواست کرے گا، کہ یا اللہ اس شخص سے راضی ہو جائیں تو حق سبحانہ وتقدس اس سے رضا کا اظہار فرمادیں گے، اور جب کہ دنیا میں محبوب کی رضا سے بڑھ کر کوئی بھی بڑی سے بڑی نعمت نہیں ہوتی، تو آخرت میں محبوب کی رضا کا مقابلہ کون سی نعمت کرسکتی ہے اور جن لوگوں نے اس کی حق تلفی کی ہے ان سے اپنے بارے میں مطالبہ کرے گا، کہ میری کیا رعایت کی میرا کیا حق ادا کیا، شرح احیاء میں امام صاحبؒ سے نقل کیا ہے کہ سال میں دو مرتبہ ختم کرنا قرآن شریف کا حق ہے، اب وہ حضرات جو کبھی بھول کر بھی تلاوت نہیں کرتے ذرا غور فرمالیں کہ اس قوی مقابل کے سامنے کیا جواب دہی کریں گے، موت بہر حال آنے والی چیز ہے اس سے کسی طرح مفر نہیں۔

ہر حرف پر دس نیکی

(۴)...... **عن ابن مسعودؓ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم من قر أحرفاً من کتاب اللّٰہ فلہ بہ حسنہ والحسنۃ بعشر امثالھا لااقول الٓمٓ حرفٌ الفٌ حرفٌ ولام حرفٌ میمٌ حرفٌ .** (رواہ الترمذی وقال ھٰذا حدیث صحیح غریب اسناد اوالدارمی)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ جو شخص ایک حرف کتاب اللہ کا پڑھے اس کیلئے اس حرف کے عوض ایک نیکی ہے اور ایک نیکی کا اجر دس نیکی کے برابر ملتا ہے، میں یہ نہیں کہتا کہ سارا ''الـــم'' ایک حرف ہے بلکہ الف ایک حرف، لام ایک حرف، میم ایک حرف۔

مقصود یہ ہے کہ جیسے اور جملہ اعمال میں پورا عمل ایک شمار کیا جاتا ہے، کلام پاک میں ایسے نہیں بلکہ اجزاءِ عمل بھی پورے عمل شمار کئے جاتے ہیں، اور اسلئے تلاوت کلام پاک میں ہر ہر حرف کے بدلے ایک ایک نیکی دی جاتی ہے اور ہر نیکی پر حق تعالیٰ شانہ کی طرف سے ''**من جاء بالحسنۃ فلہ عشر امثالھا**'' (جو شخص ایک نیکی لاوے اسکو دس نیکی کے بقدر اجر ملتا ہے) دس حصہ اجر کا وعدہ ہے اور یہ اقل درجہ ہے۔

''وَاللّٰہُ یُضَاعِفُ لِمَنْ یَشآءِ'' (حق تعالیٰ شانہ جس کے لئے چاہتے ہیں اجر زیادہ فرما دیتے ہیں) ہر حرف کو مستقل نیکی شمار کرنے کی مثال حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمادی کہ ''آلــمٓ'' پورا حرف شمار نہیں ہوگا، بلکہ الف، لام، میم علیحدہ علیحدہ حرف شمار کئے جائیں گے، اور اس طرح پر ''الــم'' کے مجموعہ پر تیس نیکیاں ہوگئیں۔

حافظ کے والدین کو تاج پہنایا جائے گا

(۵)...... عن معاذؓ الجهنی قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم من قرأ القرآن وعمل بما فيه البس والداهٗ تاجا یوم القیٰمة ضوئه احسن من ضوء الشمس فی بیوت الدنیا لو کانت فما ظنکم بالذی عمل بهذا. (رواه احمد، وابوداؤد، وصححه الحاکم)

حضرت معاذ جہنی رضی اللہ عنہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ جو شخص قرآن پڑھے اور اس پر عمل کرے اسکے والدین کو قیامت کے دن ایک تاج پہنایا جاوے گا جس کی روشنی آفتاب کی روشنی سے بھی زیادہ ہوگی، اگر وہ آفتاب تمہارے گھروں میں ہو، پس کیا گمان ہے تمہارا اس شخص کے متعلق جو خود عامل ہے۔

یعنی قرآن پاک کے پڑھنے اور اس پر عمل کرنے کی برکت یہ ہے کہ اس کے پڑھنے والے کے والدین کو ایسا تاج پہنایا جاوے گا، جس کی روشنی آفتاب کی روشنی سے بہت زیادہ ہو، اگر وہ آفتاب تمہارے گھروں میں ہو۔

حافظ کو تاج پہنایا جائے گا

(۶)......حاکمؒ نے بریرہ رضی اللہ عنہا سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا ہے کہ جو شخص قرآن شریف پڑھے اور اس پر عمل کرے اس کو ایک تاج پہنایا جاوے گا جو نور سے بنا ہوا ہوگا، اور اس کے والدین کو ایسے دو جوڑے پہنائے جاویں گے کہ تمام دنیا ان کا مقابلہ نہیں کرسکتی، وہ عرض کریں گے کہ یا اللہ یہ جوڑے کس صلہ میں ہیں تو ارشاد ہوگا، کہ تمہارے بچے کے قرآن شریف پڑھنے

کے عوض میں۔

قرآن پاک کو ناظرہ اور حفظ کرنے کی فضیلت

(۷)......جمع الفوائد میں طبرانی سے نقل کیا ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ جو شخص اپنے بیٹے کو ناظرہ قرآن شریف سکھلاوے اس کے سب اگلے اور پچھلے گناہ معاف ہوجاتے ہیں، جو شخص حفظ کرائے اس کو قیامت میں چودھویں رات کے چاند کے مشابہ اٹھایا جاویگا، اس کے بیٹے سے کہا جاوے گا کہ پڑھنا شروع کر جب بیٹا ایک آیت پڑھے گا باپ کا ایک درجہ بلند کیا جاوے گا، حتی کہ اسی طرح تمام قرآن شریف پورا ہو۔

قرآن پڑھنے والے کا اعزاز قیامت میں

(۸) ......عن ابن عمر قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ثلاثة لایھولھم الفزع الاکبر ولاینالھم الحساب ھم علیٰ کثیبٍ من مسک حتی یفرغ من حساب الخلائق رجل قرأ القرآن ابتغآء وجہ اللّٰہ وام بہ قوماً وھم بہ راضون وداعٍ یدعوا الیٰ الصلوٰت ابتغآء وجہ اللہ ورجلٌ احسن فیما بینہ وبین ربہ وفیما بینہ وبین موالیہ.

(رواہ الطبرانی فی المعاجم الثلاثة)

ابن عمر رضی اللہ عنہما حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ تین آدمی ایسے ہیں جن کو قیامت کا خوف دامنگیر نہ ہوگا نہ ان کو حساب کتاب دینا پڑے گا، اتنے مخلوق اپنے حساب کتاب سے فارغ ہو وہ مشک کے ٹیلوں پر تفریح کریں گے ایک وہ شخص جس نے اللہ کے واسطے قرآن شریف پڑھا اور امامت کی اس طرح پر کہ مقتدی اس

سے راضی رہے دوسرا وہ شخص جو لوگوں کو نماز کیلئے بلاتا ہو، صرف اللہ کے واسطے، تیسرا وہ شخص جو اپنے مالک سے بھی اچھا معاملہ رکھے اور اپنے ماتحتوں سے بھی۔

قیامت کی سختی اس کی دہشت اس کا خوف اس کی مصیبتیں اور تکالیف ایسی نہیں کہ کسی مسلمان کا دل اس سے خالی ہو یا بے خبر ہو، اس دن میں کسی بات کی وجہ سے بے فکری نصیب ہو جاوے یہ بھی لاکھوں نعمتوں سے بڑھ کر اور کروڑوں راحتوں سے مغتنم ہے پھر اس کے ساتھ اگر تفریح و تنعّم بھی نصیب ہو جاوے تو خوش نصیب۔

قرآن پاک کی شفاعت مقبول ہے

(۹) ......عن جابر عن النبی صلی الله علیه وسلم القرآن شافعٌ مشفعٌ وما حلٌ مصدقٌ من جعله امامه قاده الی الجنة ومن جعله خلف ظهره ساقطه الی النار. (رواه ابن حبان والحاکم مطولا وصححه)

حضرت جابرؓ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا کہ قرآن پاک ایسا شفیع ہے جس کی شفاعت قبول کی گئی اور ایسا جھگڑالو ہے کہ جس کا جھگڑا تسلیم کر لیا گیا، جو شخص اس کو اپنے آگے رکھے اس کو یہ جنت کی طرف کھینچتا ہے اور جو اس کو پس پشت ڈال دے اس کو جہنم میں گرا دیتا ہے۔

یعنی جس کی یہ شفاعت کرتا ہے اس کی شفاعت حق تعالیٰ شانہ کے یہاں مقبول ہے اور جس کے بارے میں جھگڑا کرتا ہے کہ اپنی رعایت رکھنے والوں کے لئے درجات کے بڑھانے میں اللہ کے دربار میں جھگڑتا ہے، اور اپنی حق تلفی کرنے والوں سے مطالبہ کرتا ہے کہ میرا حق کیوں نہیں ادا کیا جو شخص اس کو اپنے آگے کر لے یعنی اس کا اتباع اور اس کی پیروی اپنا دستور العمل بنا لے اس کو جنت میں پہنچا دیتا ہے، اور جو اس کو پشت کے پیچھے ڈال دے، یعنی اس کا اتباع نہ کرے، اس کا جہنم میں گرنا ظاہر ہے۔

قرآن شریف سے بڑھ کر کسی کی سفارش نہیں

(۱۰)...... عن سعید بن سلیم مرسلاً قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم ما من شفیع افضل منزلة عند اللّٰہ یوم القیٰمة من القرآن لانبیٌ ولاملک ولاغیره قال العراقی. (رواه عبد الملک بن حیب کذا فی شرح الاحیاء)

حضرت سعید رضی اللہ عنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ قیامت کے دن اللہ کے نزدیک کلام پاک سے بڑھ کر کوئی سفارش کرنے والا نہ ہوگا، نہ کوئی نبی نہ فرشتہ وغیرہ۔

قرآن شریف کے ذریعہ اللہ کا قرب

(۱۱)......قرآن شریف سے بڑھ کر اور کسی چیز سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل نہیں ہوتا۔

عن ابی ذر رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم انکم لا ترجعون الی الله بشئی افضل مما خرج منه یعنی القرآن (رواه الحاکم وصححه ابو داؤد فی مراسیله)

حضرت رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع اور تقرب اس چیز سے بڑھ کر کسی اور چیز سے حاصل نہیں کر سکتے جو خود حق سبحانہ تعالیٰ سے نکلا ہے یعنی کلام پاک۔

امام احمد ابن حنبلؒ کا خواب

امام احمد ابن حنبلؒ نے خواب میں اللہ تعالیٰ کی زیارت کی تو اللہ تعالیٰ سے دریافت کیا کہ سب سے بہتر چیز جس سے آپ کا تقرب حاصل ہو وہ کیا چیز ہے ارشاد ہوا قرآن پاک عرض کیا سمجھ کر یا بلا سمجھے ارشاد ہوا سمجھ کر یا بلا سمجھے۔

اہل القرآن اہل اللہ ہیں

(۱۲)...... عن انس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان لِلّٰہ اَھْلِیْنَ من الناس قالوا من ھم یا رسول اللہ قال اھل القرآن ھم اھل اللہ وخاصتہ رواہ النسائی وابن ماجہ والحاکم واحمد.

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد پاک نقل فرمایا ہے کہ حق تعالیٰ شانہ کے لئے لوگوں میں سے کچھ لوگ خاص گھر کے لوگ ہیں، صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا کہ وہ کون لوگ ہیں، ارشاد فرمایا کہ قرآن شریف والے کہ وہ اللہ کے اہل ہیں اور خواص کیا مر مٹنے کی چیز ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف والوں کو اپنے خاص اور انتہائی مقرب فرمایا ہے۔

کلام اللہ شریف کا شفیع اور اس درجہ کا شفیع ہونا جس کی شفاعت مقبول ہے اور بھی متعدد روایات سے معلوم ہو چکا۔

قرآن شریف کا حسین وجمیل صورت میں آنا

(۱۳)...... لآلی مصنوعہ (نام کتاب۱۲) میں بزار کی روایت سے نقل کیا ہے اور وضع کا حکم بھی اس پر نہیں لگایا کہ جب آدمی مرتا ہے تو اس کے گھر کے لوگ تجہیز

وتکفین میں مشغول ہوتے ہیں اور اس کے سرہانے نہایت حسین وجمیل صورت میں ایک شخص ہوتا ہے جب کفن دیا جاتا ہے تو وہ شخص کفن کے اور سینہ کے درمیان ہوتا ہے، جب دفن کرنے کے بعد لوگ لوٹتے ہیں اور منکر نکیر آتے ہیں، تو وہ اس شخص کو علیحدہ کرنا چاہتے ہیں، کہ سوال یک سوئی میں کریں، مگر یہ کہتا ہے کہ یہ میرا ساتھی ہے، میرا دوست ہے میں کسی حال میں اس کو تنہا نہیں چھوڑ سکتا، تم سوالات کے اگر مامور ہو تو اپنا کام کرو میں اس وقت تک اس سے جدا نہیں ہوسکتا کہ جنت میں داخل کراؤں، اس کے بعد وہ اپنے ساتھی کی طرف متوجہ ہو کر کہتا ہے کہ میں ہی وہ قرآن ہوں جس کو تو کبھی بلند آواز سے پڑھتا تھا اور کبھی آہستہ، تو بے فکر رہ، منکر نکیر کے سوالات کے بعد تجھے کوئی غم نہیں ہے اس کے بعد جب وہ اپنے سوالات سے فارغ ہو جاتے ہیں تو یہ ملاء اعلیٰ سے بستر وغیرہ کا انتظام کراتا ہے جو ریشم کا ہوتا ہے اور اس کے درمیان مشک بھرا ہوا ہوتا ہے۔

حق تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے ہم سب کو یہ دولت نصیب فرمائے آمین۔

محترم حضرات ہم اپنے حالات پر غور کریں آج ہمارا کیا حال ہے قرآن پاک سے بے رغبتی حد سے زیادہ بڑھی ہوئی ہے آج ہم کو قرآن پاک کی تلاوت کی توفیق نہیں ہوتی نہ اس پر عمل کرنے کی فکر ہے ہمیں یہ بھی خیال نہیں آتا کہ قرآن پاک کا ہم سے کیا مطالبہ ہے قرآن شریف کیا چاہتا ہے کبھی ترجمہ سننے کی بھی توفیق نہیں ہوتی اپنی اس حالت سے توبہ کرنا چاہئے آج ہم اس مجلس میں عہد کریں۔

(۱)...... کہ انشاء اللہ ہم قرآن پاک کی تلاوت کا اہتمام کریں گے۔

(۲)...... اپنے گھر والوں کو بھی اس کی ترغیب دیں گے۔

(۳)...... اپنے بچوں کو انشاءاللہ حافظ بنائیں گے۔

(۴)...... اسکول میں پڑھنے والے بچوں کی دینی تعلیم کا انتظام کریں گے۔